رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینجر ہو

فہرست مضامین

ایڈیٹر۔ غلام نبی ✤ اسسٹنٹ۔ مہر محمد خان۔

جلد ۷ | ۴ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء | پنجشنبہ | مطابق ۱۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳۳۸ھ | نمبر ۶۶

مدینۃ المسیحؑ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ یکم مارچ سنہ ۱۹۲۰ء کو آب و ہوا کی تبدیلی کے لئے موضع پھیرو چیچی جو کہ دریائے بیاس کے کنارہ واقعہ ہے تشریف لیگئے ہیں۔ جہاں حضور چند دن قیام فرمائینگے۔

عنقریب ہمارے طلباء مختلف امتحانوں میں شریک ہونیوالے ہیں۔ احباب ان کی کامیابی کیلئے دعا فرمادیں۔

مکرم سید بشارت احمد صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ حیدرآباد دکن کچھ دنوں سے یہاں آئے ہوئے ہیں۔ اور ابھی کچھ عرصہ یہیں رہینگے۔ اس عرصہ میں خط و کتابت کے لئے ان کا پتہ قادیان ہی ہوگا ٭

آسمان پر ابر محیط ہے۔ بوندا باندی ہو رہی ہے۔ چند دن سے موسم میں جو حرارت پیدا ہو گئی تھی امید ہے۔ اس میں کمی واقع ہو جائیگی ٭

نامہ لنڈن

(نوشتہ مولوی عبدالرحیم صاحب نیر۔ ۳۱ جنوری سنہ ۱۹۲۰ء)

نہایت دلچسپ واقعات

معذرت بوجہ کثرت کار اور حضرت مفتی صاحب کے سفر امریکہ کی روانگی کے میں دو ہفتہ سے احباب کو الفضل کے کالموں کے ذریعہ خوشی کا سامان اور خدا کے مسیح موعود کی فتوحات کی خبریں تفصیل سے نہیں سُنا سکا۔ جس کے لئے معافی کا خواستگار اور اپنی صحت کے لئے دُعا کا متمنی ہوں ٭

ایک فاضل ڈاکٹر و بیرسٹر ہندو شریف کا اسلام

قادیان میں پیدا ہونیوالا موعود نبی محض مسلمانوں کا نبی نہ تھا علیم و خبیر خدا نے اُسے کل انبیاء کا بروز کر کے کل اقوام کے لئے رحمت بنا کر بھیجا تھا۔ اور وہ حضرت کرشن کے الہام مندرجہ گیتا (جسے علامہ فیضی نے فارسی لباس پہنا کر ذیل کی صورت میں پیش کیا ہے) ؎

چو بنیاد دیں سُست گردد بسے
نمائیم خود را بشکلے کسے

آریہ ورت کے ہندو بھائیوں کے لئے کرشن موعود تھا خدا کے وعدے ہمیشہ سچے ہوتے ہیں۔ اور منکر خواہ کتنی مخالفت کریں۔ پورے ہو کر رہتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم کو حضرت کرشن موعود پر ایمان لانیوالی ایک نئی سعید روح ملی ہوئی ہے۔ اور ڈاکٹر . . . . بی اے بی۔ ایچ۔ ڈی بیرسٹرایٹ لاء نے بطیب خاطر احمدیت کو قبول کر لیا ہے۔ ان کے نام کا ہم بعض مصلحتوں کی وجہ سے ابھی اظہار نہیں کرتے۔ مگر خاص قسم کے آریہ تھا۔

مطمئن رہیں۔ ہم بلدان کا اصل نام بھی ظاہر کر دینگے۔ اور جس طرح آج ساگر چند ... ... احمدی ہو کر لاہور میں براجمان ہیں۔ اسی طرح ہمارے سنئے دوست تھوڑے عرصہ میں اپنی جمیع ہجوم کے اندر اپنے ہموطنوں کو مسیح پاک کے الہام "ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی ہے" کی تفسیر کر کے سنا ئینگے۔ ان کا اسلامی نام حضرت مفتی صاحب کی یاد میں صادق رکھا گیا ہے ؛

سات زبانیں جاننے والا یہودی نوجوان مسلمان ہوا

اخویم محمد سلمان فیتھ جو برادران قاضی و مفتی کی متواتر سعی و کوشش اور اللہ تعالیٰ کے فضل کا نتیجہ ہے۔ ہمارے سنئے کام میں برکت و ترقی کا موجب ہوا ہے۔ (اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان ہر دو بزرگوں کو انگلستان سے رخصت ہونے کے قبل یہ خوشی عنایت کی ہے۔ کہ انہوں نے اپنی تبلیغ کو ہر رنگ میں ثمر ور درخت کی شکل میں دیکھ لیا۔ ان کو مبارک ہو ؛ یہ نوجوان اسلام کا شیدا اور نہ صرف خود احمدی ہوا۔ بلکہ اپنے تمام خاندان کو اس دولت سے مالا مال دیکھنے کا مشتاق تھا۔ اس کے بعد اس کا بڑا بھائی داؤد فیتھ اسلام لایا۔ اور اب منجھلا بھائی ابراہیم فیتھ باقی تھا۔ اخویم محمد سلمان اور احمدی مبلغین کی متواتر تبلیغ اور جلسوں میں شامل ہوتے رہنے سے اس نوجوان پر صداقت اسلام نے اثر کیا۔ اور آخر کار انہوں نے بطیب خاطر حضرت خلیفہ ثانی کے دست مبارک پر بیعت کی۔ اور صدق دل سے دین حقہ کو قبول کیا ہے۔ روسی۔ جرمن۔ لیٹن۔ فلیمش۔ جیدلشی۔ عبرانی اور فرانسیسی زبانیں بول اور لکھ سکتے ہیں۔ اور اپنے بھائیوں کی طرح انگریزی کے فن میں دسترس رکھتے ہیں۔ ان کا اسلامی نام ابراہیم رکھا گیا ؛

واشیل مبارکہ فیتھ

اخویم محمد سلمان فیتھ کی اہلیہ مسیحی واعظین کے زیر اثر تھی۔ اور مختلف قسم کے شکوک و شبہات میں مبتلا کیا جاتا تھا۔ لیکن کے میاں اور احمدی مبلغین کی سعی و کوشش نے مسیحی اثر کو زائل کر دیا۔ اور اسرائیلی راشیل فیتھ خدا کے فضل و کرم سے مبارکہ راشیل فیتھ ہو گئیں ؛

اے ورڈ اینڈ ٹو گرلز

برادرم فیتھ کے ہاں تین بچے ہیں۔ ایک لڑکا اور دو لڑکیاں والدین کے ساتھ ہی بچے بھی جو فطرتاً مسلم ہیں۔ اسلام لائے۔ اور احمدی بچے ہیں۔ ان بچوں کو میں حضرت مسیح موعود کے الہام مندرجہ عنوان کے مطابق اے ورڈ اینڈ ٹو گرلز کہتا ہوں۔ اور ان کے نام حسب ذیل ہیں۔

۱۔ فلپ فیتھ ۔ اسلامی نام بشیر
۲۔ ربیکا فیتھ " سعیدہ
۳۔ اینی فیتھ " فاطمہ

برٹش احمدی گھر کے اندر

ہمارے ناظرین جہاں ایک سالم احمدی خاندان کے ناموں کا مطالعہ کر کے خوش ہونگے۔ وہاں وہ اس اثر کو معلوم کر کے اور زیادہ مسرور ہونگے۔ جو اس گھر کی دیواروں کے اندر ہے۔ اور جس کا ٹھوس ثبوت ذیل کی سطور ہیں:۔

آپ تھوڑی دیر کے لئے گلوب روڈ کے Gretton House کی بالائی منزل نمبر ۳۷ کے اندر عالم خیال و تصور میں بیٹھ جائیں۔ اور آراستہ شدہ برطانوی گھر کے ایک کونے سے کسی ایک انگریز بچوں کو کھیلتا دیکھیں۔ ان میں ننھا موٹا سا تیز ادھر اُدھر دوڑ رہتے والا تین برس کا بچہ بشیر اور فلپ۔ تیلی دبلی چھ برس کی لڑکی سعیدہ ربیکا اور اس سے چھوٹی مضبوط سورج کر بولنے والی چار برس کی لڑکی فاطمہ اینی ہے باقی دوسرے انگریز بچے ہیں۔ اب آپ توجہ سے ان بچوں کا کھیل اور گفتگو ملاحظہ کریں۔

تینوں احمدی بچے اور ان کو دیکھ کر چند دوسرے بچے سر کے گرد کپڑے لپیٹتے ہیں۔ اور [illegible]

ایک اجنبی بچہ۔ What are you doing where are you going
تم کیا کرتے ہو اور کہاں جاتے ہو۔

احمدی بچے "We are going to India with turbans on"
ہم ہندوستان کو جاتے ہیں اور ہم نے پگڑیاں باندھی ہیں

یہ سب بچے ہنس کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اور دوسرا کھیل ہے اینی فاطمہ [illegible]۔ خاموش (اور ہاتھ اٹھاتی ہے

دوسرے احمدی بچے اس کی تقلید کرتے ہیں ؛

اجنبی بچہ۔ What is this یہ کیا ہے؟

سعیدہ فیتھ We pray as Mr. Nayyar does
ہم دعا کرتے ہیں جیسے مسٹر نیر کیا کرتے ہیں

بچے کیوں ایسا کھیل کھیلتے ہیں۔ انکے قلب پر کیا اثر ہے۔ اسے آپ خود سمجھ لیں

ایک احمدی لڑکی کا سوال

ہماری ننھی سعیدہ ربیکا بہت ذہین بچی ہے۔ خوب سمجھدار ہے۔ چشم بددور ہوشیار بھولی اور بہت پیاری لڑکی ہے مدرسہ جاتی ہے۔ اگر وقت پر کھانا نہ ملے۔ تو مدرسہ سے غیر حاضری کا خیال اسے رلاتا ہے۔ اس بچی نے ایک دن اپنی استانی سے ذیل کا سوال کیا۔

آپ صرف یسوع کی نسبت باتیں کرتی ہیں۔ آپ کیوں محمدؐ اور احمدؑ (علیہم السلام) کا ذکر نہیں کرتیں ؛

ربیکا۔ تم نے کیا کہا میں سمجھی نہیں۔

اس کے بعد بچی خاموش رہی۔ مگر اس ننھے قلب کے اندر کیا ہے؟ اس چھوٹے سفید پرندے کو مسیح موعود نے کس طرح پکڑا ہے۔ ان کا جواب ننھی سعیدہ کا سوال ہے۔

تقاریر

۱۸۔ جنوری کو حضرت مفتی صاحب نے لنڈن میں اپنی آخری تقریر فرمائی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کا ایک زرین ورق حاضرین کو اپنے دلچسپ طرز کلام میں پڑھ کر سنایا۔ اور ۱۵۔ جنوری کو مکرم چودہری فتح محمد صاحب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر ایک نظر کے مضمون پر تقریر فرما کر حاضرین کو سوچنے و غور کرنے اور اس مقدس نبی کامل کے مذہب کو قبول کرنے کی طرف متوجہ کیا ؛

مباحثات

ہائیڈ پارک کے دروازہ پر عموماً صبح و شام مسیحی واعظین اپنے ناقابل تسلیم اور بودے عقائد کو پیش کرتے رہتے ہیں۔ اور ان سے اکثر تبادلہ خیالات کا موقعہ ملتا ہے۔ زیر رپورٹ میں ایک کیتھولک مقرر اور دوسرے پروٹسٹنٹ واعظ سے مباحثہ ہوا۔ اور تفاصیل لکھنے کے بغیر آپ سمجھ لیں کہ کیتھولک خدا کے مقدس انبیاء کو گالیاں دینے پر اتر آیا اور پروٹسٹنٹ نے بائبل سے باہر جانے اور اپنی تفسیر کے سوائے سننے سے انکار کر دیا۔ اور اس طرح وہی بودا پن ظاہر کیا۔ جو ہندوستان کے مسیحی واعظ احمدیوں کے سامنے ہند میں اور یہاں کے واعظ یہاں ہمیشہ ظاہر کرتے رہتے ہیں۔ میں تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ مسیح موعود کی بعثت نے یسوعیت کی کڑی کو توڑ دیا۔ اور اس کی عمارت کو اندر سے کھوکھلا کر دیا ہے ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان ۔ ۴ ۔ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء

ترکی خلافت اور مولوی محمد علی صاحب

مولوی محمد علی صاحب اور لفظ "قادیانی"

(۱)

۹ ۔ فروری کے الفضل میں مولوی محمد علی صاحب کے سلطان ترکی کو اپنا خلیفہ مان لینے کے متعلق جو مضمون لکھا گیا تھا۔ اس نے پیغامی کیمپ میں ایک ہل چل سی ڈالدی ہے۔ اور بے چارہ پیغام بے اختیار بڑبڑا اٹھا ہے۔ اس سے ہماری کسی بات کا کوئی معقول جواب تو بن نہیں پڑا۔ البتہ حسب معمول جلی کٹی سُنا کر اس نے اس بات کا مزید ثبوت بہم پہنچا دیا ہے۔ کہ کسی امر کے متعلق متانت اور معقولیت کے ساتھ لکھنا اس طائفہ باغیہ کے لئے قطعاً محال اور ناممکن ہے۔ ہم نے اپنے مضمون میں سب سے پہلے جس امر کے خلاف آواز اٹھائی تھی۔ وہ یہ تھا۔ کہ خلافت ترکی کے متعلق ۱۹ ۔ جنوری سنہ ۱۹۲۰ء کو جو ایڈریس حضور وائسرائے کی خدمت میں پیش ہوا۔ اس پر مولوی محمد علی صاحب کے ...... نام کے ساتھ لفظ "قادیانی" لکھے جانے سے جماعت احمدیہ کے متعلق جس کا مرکز قادیان ہے۔ یہ غلط فہمی پیدا ہوئی ہے۔ کہ گویا وہ ساری جماعت احمدیہ کی طرف سے قائم مقام ہو کر پیش ہو رہے ہیں۔ جو کہ بالکل غلط ہے۔ اس کو پیغام نے اپنے اندر کے علم و عقل کی بناء پر "الفضل کی کذب بیانی" قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ:۔

"دراصل بات یہ ہے کہ حضرت امیر (مولوی محمد علی) ایدہ اللہ بنصرہ نے اپنے نام کے ساتھ کوئی ایسا لفظ نہیں لکھا"

اس انکار سے اتنا تو صاف ظاہر ہے کہ پیغام بھی اثبات کو تسلیم کرتا ہے۔ کہ اگر مولوی محمد علی صاحب اپنے نام کے ساتھ "قادیانی" کا لفظ لکھتے۔ تو اس سے وہ غلط فہمی پیدا ہو سکتی تھی۔ جس کا ازالہ کرنے کی الفضل کو ضرورت پیش آئی۔ کیونکہ وہ یہ نہیں کہتا۔ کہ اگر مولوی محمد علی صاحب نے اپنے نام کے ساتھ لفظ "قادیانی" لکھا بھی ہے۔ تو اس سے کوئی غلط فہمی پیدا نہیں ہوتی بلکہ وہ سرے سے اس لفظ کے لکھنے سے ہی انکار کرتا ہے۔ اب رہا یہ کہ "قادیانی" کا لفظ مولوی محمد علی صاحب کے نام کے ساتھ لکھا گیا یا نہیں اگر لکھا گیا خواہ مولوی محمد علی صاحب نے خود لکھا۔ یا ان کی طرف سے کسی اور نے لکھ دیا۔ تو ہمارا اس کے خلاف آواز اُٹھانا بالکل حق بجانب اور درست ہے۔ ہاں اگر نہیں لکھا گیا۔ اور ہم نے یونہی اس کے متعلق لکھا ہے۔ تو اسے "الفضل کی کذب بیانی" کہا جا سکتا ہے۔

اس کے لئے ہم پیغام ہی سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا اس میں اس امر کے متعلق انکار کرنے کی جرأت ہے کہ مولوی محمد علی صاحب کے نام کے ساتھ "قادیانی" کا لفظ نہیں لکھا گیا۔ ہرگز نہیں۔ وہ تو خود اس کو تسلیم کرتا ہے۔ البتہ یہ کہتا ہے کہ:۔

"بعض اخبار نویسوں نے دوسرے محمد علی صاحب (برادر شوکت علی صاحب) سے تمیز کے لئے قادیانی کا لفظ اپنی طرف سے لکھ دیا۔ اور بعض نے غلطی سے اس کو فاروقی یا کچھ اور لکھ دیا"

اس بات کو اگر درست بھی مان لیا جائے۔ تو اتنا ہی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے تو اپنے نام کے ساتھ "قادیانی" نہیں لکھا۔ بلکہ کسی اور نے لکھ دیا ہے لیکن اس سے اس بات کا تو انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ اس لفظ کی وجہ سے جماعت احمدیہ کے متعلق جس کا مرکز قادیان ہے۔ یقیناً غلط فہمی پیدا ہوئی۔ اور اسی کا ازالہ کرنا الفضل نے اپنا فرض سمجھا۔ پس اس کو "الفضل کی کذب بیانی" کہنا سوائے کسی ایسے شخص کے جو کذب [illegible] کا پتلا ہو۔ دوسرے کا کام نہیں ہو سکتا۔

پیغام نے جو وجہ لفظ "قادیانی" کے لکھے جانے کی بیان کی ہے۔ اسے ہم درست مان لیتے۔ لیکن اس کو کیا کیا جائے۔ کہ عقل اسے دھکے دے دے کر ہی باہر کئے دیتی ہے کہ:۔

"اخبار نویسوں نے دوسرے محمد علی صاحب (برادر شوکت علی صاحب) سے تمیز کے لئے قادیانی کا لفظ اپنی طرف سے لکھ دیا"

لیکن جب ہم اخباروں کو دیکھتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے "دوسرے محمد علی صاحب" کا نام ان میں اس طرح درج ہے کہ "مسٹر محمد علی خان صاحب بی۔ اے (آکسفورڈ)" اس کو دیکھ کر کیا کوئی عقلمند کہہ سکتا ہے۔ کہ اس سے تمیز کے لئے "مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے" کے ساتھ "قادیانی" کا لفظ لکھنا ضروری تھا۔ اور اگر یہ نہ لکھا جاتا تو ان دونوں میں اشتباہ ہو سکتا تھا۔ ہرگز نہیں۔ پیغام ذرا عقل و ہوش سے کام لے کر بتائے۔ کہ کیا لفظ "قادیانی" کے سوا ان دونوں ناموں میں امتیاز کرنے والے اور کوئی الفاظ نہ تھے۔ اگر تھے اور واقع میں تھے تو ان کے ہوتے ہوئے اخبار نویسوں کو "قادیانی" کا لفظ اپنی طرف سے بڑھانے کی کیا ضرورت تھی۔ پھر اس کے ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا جائے۔ کہ اخبار نویسوں کو یہ کیونکر معلوم ہو گیا۔ کہ اس "محمد علی" کے ساتھ "قادیانی" کا لفظ لکھنا چاہیئے۔ کیا سارے ہندوستان میں سوائے محمد علی صاحب برادر شوکت علی صاحب اور ان کے اور کوئی "محمد علی" نام کا آدمی نہیں ہے۔ اگر ہے۔ تو پھر لفظ "قادیانی" کی طرف خود بخود اخبار نویسوں کا ذہن کیونکر منتقل ہو گیا۔ کیا انہیں الہام کے ذریعہ علم ہو گیا تھا۔ کہ "حضرت امیر" وفد خلافت میں شامل ہو رہے ہیں۔ یا کیا مولوی محمد علی صاحب کی قوت قدسی کے اثر نے ان پر اس حقیقت کا انکشاف کر دیا تھا۔ آخر اس کی کوئی توجیہ ہونی چاہیئے۔ کیا پیغام اس پر روشنی ڈالیگا۔

ان سب باتوں سے قطع نظر کر کے اگر یہی فرض کر لیا جائے۔ کہ اخبار نویسوں نے اپنی طرف سے "قادیانی" کا لفظ بڑھا دیا۔ تو کیا مولوی محمد علی صاحب جنہوں نے بغیر کسی [illegible] کے ہمارے ایڈیٹر سے جو جواب لفٹننٹ گورنر بہادر پنجاب کی خدمت میں پیش ہوا تھا اپنی عدم اتفاق [illegible] ظاہر کرنے لگے [illegible] کہا [illegible] پیغام [illegible]

میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ قادیانی اور احمدی ناز انسان جو ذرا سے اشتباہ کو بھی جائز نہیں رکھتا" انہوں نے کیوں "قادیانی" کا لفظ لکھ کر اخبار والوں نے جو غلط فہمی پھیلائی۔ اس کا ازالہ کر دیا۔ اور کیوں اعلان نہ کر دیا کہ نہ میں "قادیانی" ہوں اور نہ "قادیان" سے کوئی تعلق رکھتا ہوں۔ کیا اس سے یہ نہ سمجھا جائے۔ کہ چونکہ اس غلط فہمی سے ان کا کوئی نقصان نہیں تھا۔ بلکہ فائدہ تھا۔ اس لئے وہ خاموش رہے۔ اور اگر اپنے نام کے ساتھ "قادیانی" کا لفظ انہوں نے خود نہیں لکھا۔ تو لکھنے والوں کے وہ ضرور ممنون احسان تھے۔ ورنہ کیوں انہوں نے تردید نہ کر دی ؛

ان حالات کے ماتحت ہم نے جو کچھ لکھا اسے کوئی عقلمند "کذب بیانی" نہیں کہہ سکتا۔ ہاں مولوی محمد علی صاحب کی کارروائی کو چالبازی ضرور کہیگا۔ اور پیغام نے اس پر پردہ ڈالنے کے لئے جو سعی کی ہے۔ اسے تار عنکبوت سے زیادہ وقعت نہ دیگا ؛

(نوٹ) حجم کی کمی کی وجہ سے یہ مضمون نامکمل شایع ہو رہا ہے

ایک ہندو جج کی ذات پات کی قیود سے بیزاری

ہندو مذہب کی دوسری کمزوریوں اور خاص کر ذات پات کی قیود سے سمجھدار اصحاب جسقدر تنگ آ گئے ہیں۔ اس کا کسی قدر پتہ ایک نامی ہندو جج آنریبل جسٹس سداشیو آئر کے ان الفاظ سے لگ سکتا ہے۔ جو انہوں نے ہندو مذہب کے رو سے ذات پات کی قیود کے متعلق اپنے خیالات ظاہر کرتے ہوئے اس طرح کہے کہ :-

"اگر آیندہ پانچ سال کے اندر اندر ہندو مذہب اور ذات پات کے بوسیدہ رواج کی اصلاح نہ ہو گئی تو میں اپنے تئیں ہندو کہلانا چھوڑ دوں گا۔ اگر ہم ذات پات کی موجودہ رکاوٹوں کو دور نہ کرینگے [illegible]

[illegible] ہو جائیگا [illegible] ذات پات [illegible] ہندو [illegible] اور اس کی بجائے زیادہ ہوا دانشمند [illegible]

[illegible] پر بھی سوشل [illegible] اسم [illegible]

ہونا چاہیئے۔ اور جتنی جلدی برہمن اور پیدائشی فضیلت کے دیگر دعویدار اپنے پیدائشی روحانی یا قدرتی حقوق سے دست بردار ہو جائیں۔ اتنا ہی ان کے لئے اچھا ہو گا۔ ورنہ ان کی نسل کے لئے بڑی مشکل پیش آئیگی "۔

ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ ہندو اصحاب جنکے مذہب نے انہیں ذات پات کی قیود میں نہایت مضبوطی کے ساتھ جکڑا ہوا ہے۔ کس طرح ان سے نکلنے کی کوشش کر رہے ہیں ان حالات میں اگر مسلمان جن کے مذہب نے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ کہ تم میں سے معزز اور مکرم وہی ہے جو متقی ہے۔ ذات پات کی تمام قیود کو مٹا دیا ہے۔ ذات اور قومیت کی وجہ سے ایک دوسرے سے اپنے آپ کو معزز سمجھیں۔ تو کس قدر افسوس کی بات ہے۔ خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔ کہ احمدی جماعت میں دن بدن ذات کی قیود ٹوٹ رہی ہیں ؛

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

امرتسر میں مولویوں نے ہمارے خلاف بہت اودہم مچایا بہت اچھلے۔ بہت کودے بہت سی دروغ بیانیاں کیں مگر پھر بھی ان کی زبان سے کلمہ حق نکل ہی گیا۔ جس کو وہ نہیں مٹا سکتے۔ چنانچہ ایک مولوی صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف تقریر فرماتے ہوئے مجمع کو مخاطب کر کے ارشاد کیا کہ :-

"آپ نے اکثر دیکھا ہو گا۔ کہ جن لوگوں کو کسی بات میں زیادہ شغف ہوتا ہے۔ رات کو وہی باتیں سوتے وقت منہ سے نکل جایا کرتی ہیں۔ چونکہ قرآن شریف اور احادیث کا ان (حضرت مرزا صاحب ناقل) کو زیادہ شغل تھا۔ اس لئے خواب میں بھی وہی آیات منہ سے نکل جایا کرتی تھیں "۔

(روزانہ وکیل امرتسر - ۲۵ فروری ۱۹۲۰ء)

یہ اس دشمن کا قول ہے۔ جو حضرت مسیح موعود کے خلاف تقریر کر رہا ہے۔ یہ اس کی شہادت ہے۔ جو عناد کے شعلے بلند کر رہا ہے۔ اس سے کیا ثابت ہوا؟ یہی کہ حضرت مرزا صاحب کا ہر وقت کا شغل قرآن و حدیث تھا پس معترضین کا یہ کہنا کہ مرزا صاحب نعوذ باللہ بے دین اور مفتری اور دین سے غافل شخص تھے۔ خود ان کے منہ پر جھوٹ ثابت ہو گیا۔ ہم معترضین سے پوچھتے ہیں کہ کیا قرآن کی کثرت سے تلاوت کرنے والے کے لئے ان کے پاس یہی الفاظ ہیں۔ جو حضرت اقدس ع کی شان میں وہ ہمیشہ استعمال کرتے ہیں ؛

مولویان امرتسر کی ہمارے خلاف جد و جہد

یہی اخبار وکیل راوی ہے۔ کہ جو وقت بندے ماترم ہال میں احمدیوں کے امام کا صداقت اسلام و ترقی اسلام کے ذرائع پر لیکچر ہو رہا تھا۔ "علمائے اسلام" مسجد خیرالدین میں احمدیہ کے امام کے خلاف تقریریں کر رہے تھے۔ اس غصہ کی وجہ جو مولویوں کو حضرت خلیفۃ المسیح اور احمدیوں خصوصًا حضرت مسیح موعود سے ہے یہی ہو سکتی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود اور آپ کے خلیفہ اور آپ کے غلام اسلام کی تائید کرتے [illegible] اور اسلام کے لئے ان علماء سے بڑھ کر کروڑ گنے زیادہ سرفروشی کرتے ہیں۔ ورنہ اس بات کے علاوہ ہم میں اور کوئی بات نہیں۔ جس سے یہ لوگ ہم سے ناراض ہوں ؛

اسی اخبار میں لکھا ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے اپنے لیکچر کے دوران میں بیان کیا کہ اپنے اپنے خیالات کو صلح و آشتی و نرمی سے پیش کرنا چاہیئے۔ اور گالیوں سے کام نہ لینا چاہیئے۔ کہ یہ کمزور کا ہتھیار ہے۔ مگر ان علماء کی جو رپورٹ ہے۔ اسمیں لکھا ہے۔ کہ اگرچہ ایک مولوی صاحب نے صلح و نرمی سے وعظ کرنے کا وعظ کیا۔ مگر دوسرے مولویوں نے ان باتوں کو بالائے طاق رکھ دیا۔ اور طعن و تشنیع اور بدزبانی سے اپنی کم ظرفی اور بداخلاقی اور رندگی اور بے راہ روی کا ثبوت دیا۔ کیا منصف مزاج ان باتوں پر غور نہ کرینگے۔ کہ ہمارے امام نے امرتسر میں کیا بیان کیا۔ اور مولویوں نے کیا کیا ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

ہم بڑھینگے کیونکہ ہم میں بڑھنے کی قابلیت ہے

از حضرت امیر المومنین سیدنا مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایدہ اللہ

فرمودہ ۱۳ - فروری ۱۹۲۰ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

ہر چیز کے بڑھنے کا وقت ہوتا ہے

ہر ایک چیز اور ہر ایک کام کے لئے ایک وقت ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے وقت سے ادھر ادھر نہیں ہو سکتا۔ انسان کے کمال تک پہنچنے کے لئے بھی ایک وقت ہوتا ہے۔ انسان کے جسمانی کمال کو اگر دیکھیں۔ تو بچہ رحم مادر میں ۹ یا گیارہ مہینہ میں کامل ہوتا ہے۔ اگر کوئی چاہے کہ یہ کمال جو بچہ اتنی مدت میں حاصل کرتا ہے۔ بچہ کو تین چار مہینہ میں حاصل ہو جائے۔ تو یہ اس کی نادانی ہوگی اس میں شک نہیں۔ کہ بہت سے کاموں میں کوشش کو دخل ہوتا ہے۔ مگر کوشش کے لئے بھی خاص دائرے ہوتے ہیں۔ ان دائروں کے اندر ہی ترقی و تنزل ہو سکتے ہیں۔ ان کے باہر نہیں۔ پھر پیدائش کے بعد تکمیل عقل کا زمانہ آتا ہے۔ اس کے لئے بھی ایک وقت مقرر ہے جسمانی بناوٹ کے کمال کی طرح بلوغت کے حاصل ہونے کے لئے بھی ۱۲ سے ۲۱ سال تک کا زمانہ مختلف ممالک میں ہوتا ہے۔ اس میں یہ تو ہوتا ہے۔ کہ ان ممالک میں جو زمانہ عقلی بلوغت کا ہو اس میں کسی حد تک کمی یا زیادتی ہو جائے۔ مگر یہ نہیں کہ وہ نقشہ بالکل ہی بدل جائے۔ مثلاً جن ممالک میں ۱۲ سے ۱۵ سال تک بلوغت ہے۔ وہاں ۱۱ یا ۱۶ سال تو ہو سکتا ہے۔ مگر یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ چھ سال میں یا بیس بائیس سال میں جا کر ہو۔ یا جس ملک میں ۲۱ سال ہے۔ وہاں ۱۹ یا بیس یا بائیس تو ہو سکتا ہے مگر یہ نہیں کہ دس گیارہ برس میں ہی بلوغت حاصل ہو جائے۔

تو تکمیل کے لئے جو عرصہ ہے۔ اسی میں ایک چیز مکمل ہوگی اور کوشش کے یہ معنے ہیں۔ کہ اس عرصہ میں جو اس کی تکمیل کے لئے مقرر ہے۔ اور جو دائرہ اس کے لئے بنایا گیا ہے اس میں کچھ کمی واقع ہو جائے۔ اور یہی قانون قدرت ہے ایک دائرہ اردو کے لحاظ سے اختیار و جبر یا قدرت الہی کا بھی ہے۔ کہ اس کے اندر ایک حد تک انسان مجبور بھی ہوتا ہے۔ مگر جن باتوں میں مجبور ہوتا ہے۔ شریعت میں ان امور کے لئے کوئی سزا نہیں۔

پس جس طرح تکمیل خلق کا زمانہ ہے۔ اسی طرح تکمیل عقل کا بھی ایک زمانہ ہے۔ جو چالیس سال تک چلتا ہے۔ ایسی نکتہ ہے کہ ایک انسان چالیس سال کی عمر سے پہلے ہی تکمیل عقل حاصل کر لے۔ کیونکہ تکمیل عقل کا زمانہ بیس - ۲۶ - ۳۰ سے چلتا ہوا چالیس پر جا کر ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ کوئی ۱۳ یا ۱۴ برس کا بچہ تکمیل عقل کرے۔ ہر ایک تغیر کے لئے ایک نقطہ اور دائرہ ہوتا ہے۔ اور اس نقطہ سے بلکہ اس دائرہ کے اندر اندر تکمیل ہو جاتی ہے۔

اشیاء کی طرح اقوام کے لئے بھی وقت ہے

پس جس طرح جسم کی تکمیل عقل کی تکمیل اور دین کی تکمیل کے لئے ایک زمانہ ہوتا ہے اسی طرح قوموں کی تکمیل کیلئے بھی ایک زمانہ ہوتا ہے نادان اعتراض کرتا ہے۔ کہ فلاں قوم یا فلاں جماعت کا تو یہ حال ہے۔ کہ بہت تھوڑی سی اور کمزور ہے۔ وہ دنیا میں کیا ترقی کرے گی۔ اور کس طرح دنیا پر غالب آجائیگی۔ لیکن اس کی مثال وہی ہے۔ کہ ایک زبردست پہلوان کی حالت نطفہ کی طرف اشارہ کر کے کوئی کہے۔ بھلا یہ ایک قطرہ کیا کر سکیگا۔ یا یہ کہے۔ کہ کیا اس قطرہ سے ایسا انسان پیدا ہو سکتا ہے۔ جو خدا سے باتیں کر سکے۔ پس جس طرح نطفہ کو دیکھ کر یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ اس سے پہلوان نہیں پیدا ہوگا۔ یا اس سے خدا کا مقرب انسان نہیں پیدا ہوگا۔ اسی طرح قوموں کی ابتدائی اور کمزوری کی حالت پر بھی یہ فتویٰ نہیں لگایا جا سکتا۔ کہ وہ دنیا میں کیا تغیر پیدا کردیگی بلکہ قوموں کی ابتداء میں یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ فلاں قوم میں نشوونما کی قابلیت ہے یا نہیں؟ مثلاً یہ کہ نطفہ جو بڑھتے بڑھتے ایک بولتا چلتا انسان بنجاتا ہے۔ اور لاکھوں انسانوں پر حکومت کرنے لگتا ہے۔ وہ نطفہ پیدا ہوتا ہے۔ مگر چونکہ نطفہ ضائع بھی ہو جاتے ہیں۔ اور ہر نطفہ سے بچہ پیدا نہیں ہوتا۔ اس لئے اگر کوئی کہدے کہ نطفہ فضول چیز ہے۔ تو یہ اس کا استدلال باطل ہوگا کیونکہ بے شک نطفہ ضائع ہوتے ہیں۔ مگر سب نطفہ تو ضائع نہیں ہوتے۔ اسی طرح جو اقوام دنیا میں اٹھتی ہیں ان میں سے بہت سی مٹتی ہیں۔ مگر بہت سی بڑھتی بھی تو ہیں۔ پس دیکھنا یہ چاہیئے۔ کہ آیا اس قوم میں بڑھنے اور ترقی کرنے کی قابلیت ہے یا نہیں؟ پس جس طرح نطفہ پر اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اسی قوم کی ابتدائی حالت پر بھی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ احمدی جن کی یہ کمزور حالت اور قلیل تعداد ہے یہ دنیا کو تو فتح کیا کرینگے۔ انہیں اپنا وجود ہی قائم رکھنا مشکل ہے۔ مگر ہم اس اعتراض کے جواب میں یہی کہینگے کہ یہ اعتراض درست نہیں۔ کیونکہ ابتداء میں تمام بڑھنے والی اقوام کمزور ہوا کرتی ہیں۔ اسی طرح ہم بھی ہیں۔ ہاں ہم سے یہ ثبوت طلب کرو۔ کہ آیا ہم میں ترقی کرنے اور نشوونما پانے کی قابلیت بھی ہے کہ نہیں۔ کیونکہ ہر ایک قوم جو دنیا کی اقوام پر غالب آئی ہے۔ وہ ابتداء میں کمزور ہی ہوتی ہے۔ اور جنھوں نے ان بڑھنے والی اقوام کی ابتدائی حالت کی بناء پر فیصلہ کر لیا ہے کہ یہ نہیں بڑھیں گی۔ انہوں نے غلطی کی۔ کیونکہ کسی چیز کو ابتداء میں حقیر نہیں سمجھنا چاہیئے۔ بلکہ یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ اس میں ترقی و نشوونما کی قابلیت موجود ہے یا نہیں۔ کوئی مذہب جو ابتداء میں کمزور ہو۔ اس کے متعلق یہ فیصلہ کرنا غلط ہے۔ کہ یہ ترقی نہیں کریگا۔ کیونکہ اس وقت کمزور ہے۔ بلکہ یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ اس میں ترقی کی قابلیت رکھی گئی ہے یا نہیں۔ ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ صحیح ہے کہ قابلیت ہے۔ مگر قابلیت ضائع بھی تو ہو جاتی ہے۔ جیسے کہ ہر نطفہ بچہ نہیں بن سکتا۔ پھر بعض نطفوں میں بچہ بننے کی قابلیت تو ہوتی ہے۔ مگر رحم مادر میں نہیں ٹھہرتے یا ٹھہرتے ہیں مگر گر جاتے ہیں یا تکمیل خلق سے پہلے پیدا ہو کر مر جاتے ہیں یا پیدا ہوتے ہیں۔ مگر مجنون و کمزور۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ایسا ہو۔

تو اعتراض ہوگا - مگر قبل از وقت اعتراض نہیں ہوسکتا اسی طرح اقوام کے متعلق بھی ہوتا ہے - کہ ان پر اعتراض محض ان کی کمزوری کی وجہ سے نہیں ہوسکتا - بلکہ دیکھنا یہ چاہیئے - کہ یہ قوم کس طریق پر اٹھی ہے ..... اور کن سامانوں سے اٹھی ہے - آیا وہ سامان بڑھنے والی قوموں کے مانند ہیں یا نہیں - تمام بڑھنے والی قوموں کی یہی مثال ہوتی ہے - جو بچے کی ہوتی ہے بچے کی تکمیل کے لئے چالیس سال ہیں - اسی طرح قوم کی تکمیل کے لئے ایک وقت مقرر ہوتا ہے - اگر اس عرصہ میں قوم کی ترقی نہ ہو - تو سمجھو - کہ پیشگوئی جھوٹی ہوئی - پس ہم میں بڑھنے کی قابلیت ودیعت کی گئی ہے - اور یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے - اس لئے دشمن کا اعتراض باطل ہے - کہ ہم اب تک بڑھ کیوں نہیں گئے - اور سب دنیا پر غالب کیوں نہیں آگئے؟

ہماری رفتار ترقی تمام اقوام کے مقابلہ میں

اگر ہماری حالت کو دیکھا جائے - تو ہم میں وہ تمام قابلیتیں ہیں - جن کا ہونا .. بڑھنے والی قوموں کے لئے ضروری ہے - اگر اس قانون کے ماتحت دیکھا جائے - تو آج تک جن قوموں نے دنیا میں ترقی کی - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوم کو چھوڑ کر باقی کسی نبی کی قوم کو اتنے عرصے میں وہ ترقی نہیں ملی - جو ہمیں ہوئی ہے - آنحضرت کے پاس اشاعت کا ذریعہ اور تھا - پس حضرت نبی کریم کی ترقی کو چھوڑ کر کسی نبی کی قوم نے اس سرعت سے ترقی نہیں کی - جس سے ہم کر رہے ہیں - حضرت موسٰی علیہ السلام سے جو قوم ملی - تاریخ سے ظاہر ہے - کہ ان میں مومنین بہت تھوڑے تھے - تمام قوم محض ظلم فرعون سے بچنے کے لئے آپ کے ساتھ ہوگئی تھی - اور یہ قرآن کریم و توراۃ سے بھی ظاہر ہے - پس حضرت موسٰی سے ملنے والوں میں نبوت موسٰی کو ماننے والے بہت تھوڑے تھے [illegible] حضرت موسٰی کی [illegible] نبی کریم کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں - اور پھر حضرت مسیح موعود کے رنگ میں حضرت نبی کریم کی [illegible] ہے جو ترقی ہوئی - وہ بھی حضرت موسٰی کی ترقی سے بہت زیادہ ہے - [illegible] حضرت موسٰی [illegible] تھیوں کی تعداد کے متعلق آتا ہے - کہ ہم الوف [illegible] ہزاروں تھے [illegible] کے فضل سے لاکھوں [illegible] - لیکن جماعت کا بھی

فرض ہے - کہ خدا کے اس فضل کی قدر کرے - اور اپنے فرض کو محسوس کر کے اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کرے - جب تک تبدیلی پیدا نہ ہوگی - محض دعوٰی سے کچھ نہیں ہوسکتا اس وقت ہم اس بیج کی طرح ہیں - جو دنیا میں خدا کی طرف آیا ہے - اس لئے ہمیں کام کرنا چاہیئے -

ہم پر خدا کے انعامات حضرت مسیح موعود کی فتح

پس ہم سب کے لئے ضروری ہے - کہ چھوٹے بڑے تبدیلی کریں اور اپنے تئیں ان فضلوں اور انعاموں کے مستحق بنائیں - جن کے دروازے کھل رہے ہیں ◆

حضرت مسیح موعود کا نام چند سالوں میں دنیا میں پھیل گیا - اور دنیا کا کوئی گوشہ نہیں - جہاں آپ کا نام نہ پہنچا ہو اس (قادیان) بستی کو دیکھو - اور اس کی شہرت کو دیکھو - جو حضرت مسیح موعود کے ذریعہ اس کو حاصل ہوئی - ایک طرف امیر قومیں ہیں - لیکن ان تمام امیر قوموں پر خدا تعالےٰ نے ان غرباء کا رعب ڈال دیا ہے - کجا قادیان کے رہنے والے اور سیالکوٹ اور ہوشیار پور وغیرہ کے زمیندار اور کجا ان کا لنڈن میں مسجد بنانا - یہ معمولی بات نہیں - اور نہ اس کو معمولی بات کہینگے - اگرچہ ایک جگہ مسجد بنانا کوئی بڑی بات نہیں لیکن بڑی اور غیر معمولی بات یہ ہے - کہ ان غرباء کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا - کہ لنڈن میں مسجد بنائی جائے کولمبس نے امریکہ کو دریافت کیا تو لوگوں نے کہا - کہ یہ معمولی بات ہے ہم بھی کر سکتے تھے - سمندر میں بیٹھ کر چلے گئے - ایک مقام مل گیا - اس میں کمال ہی کیا ہے - کولمبس کو جب یہ بات معلوم ہوئی - تو [illegible] ان معترضین کی دعوت کی - اور ایک انڈا منگوا کر میز پر ان کے سامنے رکھدیا - اور کہا کہ اس کو سیدھا کھڑا کردو - وہ اس کو نہ کھڑا کر سکے - تو اس نے کہا - لاؤ میں اس کو کھڑا کرتا ہوں - اس نے سوئی سے انڈے میں سوراخ کر کے اس سے جو مادہ نکلا اس کے ساتھ کھڑا کردیا - اور کہا کہ جس طرح اب تم کو انڈا کھڑا کرنے کا موقعہ ملا - مگر تم کھڑا نہ کر سکے - اسی طرح اگر تم کو امریکہ کی تلاش کرنے کا موقعہ ملتا بھی - تو تم نہ کر سکتے اور میں امریکہ میں گیا اور تم نہ گئے ◆

پس درحقیقت لنڈن میں مسجد بنانے کی ابتدا کرنے کی جس نے جرأت کی - وہ ہماری جماعت ہی ہے - اب اگر اور لوگ اس طرف لگ جائیں - تو کوئی بات نہیں - کیونکہ ابتدا کا سہرا ہمارے ہی سر ہے - کیونکہ فضیلت اسی کو ہوتی ہے - جس کے دل میں ایک خیال پہلے آئے - اور وہ اس پر عمل شروع کردے سینکڑوں سال سے لوگوں کے پاس اسلام تھا - مگر وہ تو اس کو چھپاتے تھے - اور اس کو ظاہر کرتے ہوئے ڈرتے تھے - کہ اگر ہم نے ظاہر کیا تو لوگ کیا کہینگے - لیکن مرزا صاحب ہی پہلے شخص تھے - جنہوں نے کہا - کہ اسلام وہ تلوار ہے - جس کے ذریعہ ہم باطل کو کاٹ کر رکھ دینگے - چنانچہ انہوں نے ایسا کر کے دکھا دیا - پس اب اسلام کو دنیا کے سامنے نکالنا کچھ مشکل نہیں مشکل اس وقت تھا - جس وقت لوگ ڈرتے تھے - پس جس نے ابتداء کی فتح اسی کی طرف منسوب ہوگی - اسلام کو چھپانے والوں کی طرف منسوب نہیں ہوسکتی کہ اس نے دنیا میں اسلام کو پیش کیا اور سنبھالیا ◆

اب خدا تعالےٰ کے فضل سے اشاعت اسلام کے سامان پیدا ہو رہے ہیں - امریکہ میں انشاء اللہ اس وقت ہمارا .. مبلغ پہنچ چکا ہوگا - اسی طرح افریقہ سیلون میں ترقی ہو رہی ہے - جرمن میں بھی اشاعت ہو رہی ہے - ایک جرمن قونصل تھا - جو ایام جنگ میں نظر بند ہو گیا تھا - وہ پہلے سے مسلمان ہو چکا ہے - وہ اپنے ملک میں کوشش کر رہا ہے - روس کے لوگوں میں بھی اسلام ترقی پر ہے - وہاں بھی بیج پڑ گیا ہے - وہ لوگ ہم سے مبلغ مانگتے ہیں - اور آج ولایت سے ایک اور بشارت آئی ہے - کہ ایک اور ہندو بیرسٹر مسلمان ہوا ہے ◆

یورپ میں ہندوؤں کا مسلمان ہونا

وہ جو پیشگوئی تھی - کہ سورج مغرب سے طلوع کرے گا - اس کے کمال کے ساتھ پورے ہونے کے دن آرہے ہیں - ہندو بھائی ہماری یہاں تو سنتے نہیں - لیکن وہاں پہنچ کر وہ اسلام کی طرف توجہ کرتے ہیں - پہلے جو لوگ ہندوؤں میں سے مسلمان ہوئے وہ عام طور پر بچپن میں ہوئے - مثلاً شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری (لاہوری) چھوٹی عمر میں مسلمان ہوئے ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب بی - اے - جالندھری یہ بھی بچے تھے - لیکن اب حالت بدل چکی ہے - پہلے مسٹر ساگر چند بیرسٹر مسلمان ہوئے - اب خدا کے فضل سے ایک اور ہندو بیرسٹر مسلمان ہوئے ہیں - اور ہندوؤں میں کلنکی اوتار کی جو

پیشگوئی تھی - اور یہ نام حضرت اقدس کو دیا گیا تھا - وہ اب پوری ہو رہی ہے - پس ہمارے ہندو بھائی یہاں تو ہم سے باتیں سنتے نہیں - مغرب میں ہی ہماری باتیں سن رہے ہیں - اور انشاء اللہ امید ہے - کہ اور بھی لوگ عنقریب مسلمان ہونگے ؂

ہمارے لئے تبدیلی کی ضرورت

ہمارے لئے ایک رُوحانی تبدیلی کی ضرورت ہے - میں دیکھتا ہوں - کہ ذرا ذرا سی بات پر ناراض ہو جاتے ہیں - آپس میں کینہ رکھتے ہیں - اور پھر مدتوں آپس میں نہیں بولتے - اور جب ایک مجلس میں بیٹھتے بھی ہیں - تو ایک دوسرے کی طرف پیٹھ کر لیتے ہیں - اور ان کے دلوں سے محبت نکل جاتی ہے - لیکن نہیں چاہیئے - اپنے دلوں سے کینوں اور حسدوں کو نکال دو - اگر تم چاہتے ہو - کہ خدا تمہارے قلوب میں آجائے - تو وسعت اختیار کرو - کیونکہ خدا غیر محدود ہے - وہ محدود اور تنگ دلوں میں نہیں سما سکتا - اور بلند ہمتی اور علو حوصلہ دین کے لئے پیدا کرو - آپس میں بھائی بھائی بنکر رہو - اور محبت کرو - بہت لوگ ہیں - جو دشمنوں سے اچھا سلوک کرتے ہیں مگر اپنے بھائیوں سے اچھا سلوک نہیں کرتے - لیکن جو شخص محض غیروں سے اچھا سلوک کرتا ہے - وہ کامل اور مکمل نہیں - اور کامل اور مکمل ہونے کے لئے ضروری ہے - کہ اپنے بھائیوں سے بھی اچھا سلوک ہو - پس اپنی اصلاح کرو - اور خدا کے فضلوں کو دیکھو - کہ کس طرح تمہارے لئے ان کے دروازے کھولے گئے ہیں - خدا تعالےٰ فرماتا ہے - لئن شکرتم لازیدنکم کہ اگر تم شکر کرو گے - تو میں تمہیں اور بڑھاؤں گا - یہ تمہارے لئے شکر کرنے کا موقعہ ہے ؂

جب حضور دوسرے خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے تو فرمایا کہ میرا انشاء اللہ ارادہ ہے - کہ عصر کی نماز کے بعد یہاں سے لاہور جانے کے لئے روانہ ہو جاؤں میرے بعد انتظامی معاملات میں مولوی شیر علی صاحب امیر ہونگے - آپ لوگ ان کی اطاعت کریں - جن باتوں میں خلیفہ سے پوچھنے کی ضرورت ہوتی ہے - ان کی اجازت کے بغیر نہ کریں - اور امیر صلوٰۃ قاضی سید امیر حسین صاحب ہونگے - جو میری جگہ چھوٹی مسجد میں نماز پڑھایا کرینگے - یہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت تھی کہ آپ جب باہر تشریف لیجاتے - تو اپنی جگہ بعض دفعہ دو شخصوں کو علیحدہ علیحدہ مقرر فرماتے اور بعض دفعہ ایک ہی شخص کے سپرد دونوں کام کر دیتے - پس امیر منتظم مولوی شیر علی صاحب ہونگے - اور امیر صلوٰۃ قاضی صاحب - اب میں لاہور جاؤں گا - اور پھر جب خدا تعالےٰ چاہیگا دوستوں سے ملاقات ہوگی ؂

پس میری یہ نصیحت ہے - کہ آپس میں محبت سے رہو - سامنے بھی اور پیچھے بھی - اور اپنے تئیں خدا تعالےٰ کے فضلوں کے مستحق بناؤ - دیکھو کہ باوجود اس کے کہ ہمارے عمل نہیں مگر پھر بھی وہ ہمارے اوپر اپنے فضلوں کی بارش کر رہا ہے - ہم محتاج تھے - اس کو ہماری ضرورت نہیں - وہ ہمارا حاجتمند نہیں - ہم اس کے حاجتمند ہیں - اور اس کی ہر وقت مدد کے محتاج ہیں - اور اس کی مدد کے بغیر ہم کچھ بھی نہیں - مگر وہ ہم سے کیسے سلوک کرتا ہے - اور کس کس طرح ہم پر اپنے احسانوں کی بارش کرتا ہے اللہ تعالےٰ ہم میں اپنا تقویٰ پیدا کرے اور ہمارے عیبوں کو ڈھانپے - آمین ؂

صیغہ ہائے نظارت کے عہدیدار

حضرت خلیفۃ المسیح نے فیصلہ فرمایا ہے کہ نظارتوں کے عہدوں کا عام تقرر فروری سے ہوا کرے تاکہ جلسہ کے کام کی وجہ سے توجہ میں روک نہ ہو - چنانچہ اس سال کے لئے آپ نے مندرجہ ذیل انتخاب کو پسند فرمایا ہے -

ناظر صاحب بیت المال - مولوی عبد المغنی صاحب ہی رہینگے

ناظر تالیف و اشاعت - بطور قائم مقام مولوی رحیم بخش صاحب ایم - اے رہینگے ؂

نائب ناظر تالیف و اشاعت مولوی حافظ روشن علی صاحب رہینگے

ناظر صاحب اُمور عامہ خان ذوالفقار علی خان صاحب ہونگے - اور ان کے کام میں مدد دینے کے لئے ناظر ضمیمہ کے طور پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کام کرینگے - گو وہ پہلے سال ناظر رہے ہیں - اور کام کی ابتدائی حالت کے لحاظ سے اور اس امر کا خیال کرکے کہ ان کے سپرد اور بہت سے کام ہیں - انہوں نے بہت اچھا کام کیا ہے مگر سابقون الاولون کا مقدم حق سمجھ کر اور اس خیال سے کہ نوجوانوں کو پرانے تجربہ کار آدمیوں کے ساتھ ملکر کام کرنے میں خود ان کی ترقی کے لئے بہت سے کار آمد سبق مل جاتے ہیں - حضرت خلیفۃ المسیح نے اس بات کو پسند کیا ہے - کہ وہ خان صاحب کے ساتھ جائنٹ ناظر کے عہدہ پر کام کرینگے -

نائب ناظر اُمور عامہ - چودہری غلام محمد صاحب بی اے ہونگے ؂

ناظر اُمور عامہ کے ماتحت ایک عہدہ ناظم امور عامہ کا بھی تجویز فرمایا ہے - جس کے لئے سردست کوئی آدمی تجویز نہیں فرمایا ؂

ناظر تعلیم و تربیت اس سال مولوی محمد الدین صاحب بی اے کو تجویز فرمایا ہے -

نائب ناظر تعلیم و تربیت - شیخ محمد مبارک اسمٰعیل صاحب بی اے - بی ٹی - قاضی ظہور الدین صاحب اکمل رجسٹرار

ناظر اعلیٰ - خاکسار راقم

شیر علی عفی عنہ - ۱۵ - فروری سنہ ۱۹۲۰ء

جماعت کوہاٹ کا چندہ مسجد

سکرٹری صاحب جماعت کوہاٹ فرماتے ہیں کہ انہوں اول دفعہ جو تحریک فرمائی تو ایک سو اکتیس ۱۳۱ روپیہ ۸ر چندہ ہوا - دوبارہ تحریک ہوئی تو ایک سو پانچ روپیہ چندہ ہوا - اور ایک صاحب نے جو کہ یہاں سپاہی ہیں - اور ان کا نام اللہ دتہ ہے - ساکن ماہل پور ضلع ہوشیارپور کے ہیں - انہوں نے بے اختیار ہو کر کہا کہ "پہلو میں مبلغ پچاس روپیہ دیتا ہوں" اس پہلے کی تحریک میں بھی وہ سات روپیہ دے چکے تھے پھر انہوں نے اپنے مکان پر ایک خط لکھ دیا کہ میرے مکان میں جو چارپائی ہے وہ بھی فروخت کرکے قیمت مسجد فنڈ داخل کر دو ان سپاہی صاحب کی تنخواہ صرف ساڑھے گیارہ روپیہ ہے انہوں نے یہاں تک بس نہیں کی - بلکہ فرمایا کہ یہ چندہ تو ماہل پور کی انجمن کی طرف سے محسوب ہو - یہاں یعنی کوہاٹ کی انجمن میں اور دونگا

والسلام - نیازمند عبد المغنی قادیان ؂

اشتہارات

قابل قدر کتابیں

احمدی جنتری ۱۹۲۳ء ۳/ ۔ نیا عربی قاعدہ ۔ ۲/
درثمین اردو مجلد ۱/ ۔ گلدستہ احمدیہ ۲/ ۔ نظم چودہ نامے صاحب
مجموعہ آمین ۔ ۔ خصوصیات اسلام ۲/ ۔ نماز مترجم ۱/
۳ قسم کے قطعات ۱/ ۔ سلسلہ دینیہ نمبر ۱ ۲/ ۔ حقیقت الرؤیا ۱/
طریق دعا ۲/ ۔ پارہ عم مترجم ۳/ ۔ اظہار الحق ۱/ ۔ کاسن
ماجعلی بی بی ۱/ ملنے کا پتہ :-
محمد یامین تاجر کتب ۔ قادیان

منجن مبارک

دانتوں کو صاف اور مسوڑھوں کے خون کو بند کرنے کے لئے عجیب چیز ہے ۔ دانتوں کے درد اور مسوڑوں کے ورم کو دفع کرتا ہے ۔ منہ کی بدبو کو دور کرکے منہ کو معطر کر دیتا ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ (عمر) سرمہ مقوی البصر ضعف بصارت کیلئے نہایت مفید چیز ہے ۔ آنکھوں کی گرمی کو دور کرتا ہے ۔ دھند ۔ غبار ۔ خارش ۔ آنکھوں سے پانی بہنا ۔ جیسی قیمت فی شیشی عمر ۔ حکیم امیر احمد قریشی شفاخانہ حضرت مولوی نورالدین قادیان ۔ گورداسپور

قادیان دارالامان میں ٹریننگ کلاس و نارمل کلاس

اپریل ۱۹۲۱ء میں ٹریننگ کلاس جاری کی گئی تھی ۔ اسکے طلبا فروری ۱۹۲۲ء میں امتحان سے فارغ ہوکر مدارس احمدیہ میں چلے جائینگے ؎

اس سال بھی قادیان میں دو کلاسیں کھولنے کا ارادہ ہے ایک ٹریننگ کلاس جس میں اردو ۔ پرائمری پاس اور مڈل فیل امیدواروں کو داخل کیا جاویگا ۔ اور دوسری نارمل کلاس جس میں اردو مڈل پاس امیدوار داخل ہوسکتے ہیں ۔ وظیفہ ٹریننگ کلاس والوں کو فی طالب علم سات روپے اور نارمل والوں کو ۹ روپے دیا جائیگا ۔ ہر ایک کلاس میں بیس بیس طالب علم ہونگے ؎

یہ کلاسیں اپریل ۱۹۲۲ء کو جاری ہوجائینگی ۔ اسلئے جلد تمام درخواستیں داخلہ کے لئے جناب ناظر صاحب تعلیم و تربیت قادیان کی خدمت میں پہنچ جانی چاہئیں دیہاتی سکولوں کے لئے معلم اساتذہ کی ضرورت ہے ؎

از محکمہ نائب نظامت اول سرکار ریاست مالیر کوٹلہ
باجلاس بابو مولا بخش صاحب منصف درجہ اول سرکار ریاست مالیر کوٹلہ
نائب ناظم اول

اشتہار

زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ ضابطہ دیوانی

مدعی		مدعا علیہ
رامجیداس جیون مل مالک دوکان جیون مل رامجیداس جیون مل بانیہ سکنہ موضع فیروزپور تحصیل فتحگڑھ سرکار ریاست مالیر کوٹلہ مدعی	بنام	بخش ولد گرجا ذات جٹ سکنہ فیروزپور مدعا علیہ

دعویٰ دلاپانے مالعہ ۱۳۴ کلدار

مقدمہ مندرجہ عنوان میں تاریخ پیشی ۱۵ مارچ ۱۹۲۲ء مقرر ہوئی ہے ۔ مدعا علیہ پر تعمیل سمن نہیں ہوئی ۔ اور نہ اس کا کچھ پتہ ہے ۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا اطلاع دیجاتی ہے ۔ کہ مدعا علیہ تاریخ مقررہ پر حاضر عدالت ہوکر جواب دہی مقدمہ کرے ۔ اگر حاضر نہ ہوگا ۔ تو کارروائی یکطرفہ کی جاویگی ؎ تحریر ۲۲ فروری ۱۹۲۲ء

دستخط بحروف انگریزی

مہر عدالت

اعلان ناطوں کے متعلق

(۱) گگے زئی قوم کی احمدی لڑکیوں کے لئے گگے زئی احمدی لڑکے ۔ برسر روزگار انٹرنس یا گریجوایٹ مطلوب ہیں ۔ اور لڑکوں کے لئے لڑکیاں درکار ہیں ۔ لہذا خواہشمند گگے زئی لڑکے اور لڑکیاں اپنی درخواستیں معہ اپنے تفصیلی حالات کے امور عامہ میں لکھ کر بھیجدیں بلکہ مناسب ہے ۔ کہ جسقدر گگے زئی احمدی ہیں ۔ اپنے لڑکے اور لڑکیوں کی تعداد اور عمر سے مطلع فرماویں تو پھر ان کی باہمی رشتہ داری کا سوال بہت جلد حل ہوسکیگا ۔ ہندوستان کے شیوخ صدیقی بھی ایسا ہی کریں تو بہتر ہے ؎

معزز زمیندار طبقہ کی احمدی لڑکیوں کے واسطے معزز زمیندار تعلیم یافتہ لڑکے مطلوب ہیں ۔ حاجتمند بہت جلد اپنی اپنی درخواستیں مع تفصیلی حالات کے امور عامہ میں بھیجدیں ۔ نیز جن کی پہلے امور عامہ میں درخواستیں آئی ہوئی ہیں ۔ ان کو مکرر درخواستیں بھیجنے کی ضرورت نہیں ؎ ناظر امور عامہ قادیان ؎

لین دین کے معاملات کے متعلق اعلان

قرآن شریف کے حکم کے ماتحت ہر مومن کیلئے ضروری ہے کہ اس کا حساب و کتاب باقاعدہ ہو ۔ قرض وغیرہ کا اگر معاملہ ہو ۔ تو پورے طور پر اطمینان کی صورت کرلی جائے ۔ فاکتبوہ صغیرًا او کبیرًا کے ماتحت ضروری ہوتا ہے کہ تحریری طور پر پختہ انتظام ہوجائے ۔ لیکن ہمارے ملک اور خاص طور پر مسلمانوں میں یہ بد رسم ہوگئی ہے کہ دل میں تو محسوس کرتے ہیں کہ رسید لے لیں ۔ لیکن بے جا شرم کے ماتحت رسید نہیں لیتے ۔ جس کا نتیجہ بعد میں خطرناک ہوتا ہے ۔ اس لئے بہتر معلوم ہوتا ہے ۔ کہ اپنے آپ کو اور دوسروں کو ابتلاء سے بچانے کے لئے جو کام کیا جاوے ۔ وہ پختہ اور پکا اور اطمینان دلانے والا ہو ۔ تاکہ کسی کے دل میں شیطان وسوسہ نہ ڈالے ۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی دیکھا گیا ہے ۔ کہ جب کسی سے رسید مانگی جاوے ۔ تو بعض دفعہ یہ خیال کیا جاتا ہے ۔ کہ مجھ پر اعتبار نہیں کیا جاتا ۔ وہ اپنے آپ کو اللہ تعالےٰ کے حکم سے بالا سمجھتا ہے ۔ حالانکہ وہ یہ خیال نہیں کرتا ۔ کہ اور نہ سہی کم از کم یہ تو ضرور ہے ۔ کہ دوسرا بعض دفعہ کمزور دل ہوتا ہے ۔ اسکے دل میں یہ شیطانی وسوسہ گذر سکتا ہے کہ ممکن ہے اسکو یہ روپیہ نہ ملے ۔ پھر ان وسواسوں میں جو اور خرابیاں پیدا ہوسکتی ہیں ۔ وہ خیال میں آسکتی ہیں ۔ اس کے ہی ضمن میں بعض دفعہ کسی شخص کے ذمہ جب کوئی روپیہ یا اور مالی کام سپرد ہوتا ہے ۔ تو اس سے اگر حساب مانگا جائے ۔ تو وہ برا مناتا ہے یہ خیال کرتا ہے ۔ کہ گویا اسپر بدظنی کی گئی ۔ حالانکہ یہ ایک اعلیٰ درجہ کی بات ہے ۔ اخلاقی جرأت کے علاوہ صفائی دل اور دیانتداری کا تقاضا ہوتا ہے ۔ انسان ہمہ تن تیار ہو ۔ کہ وہ ہر ایک شخص کو حساب دکھانے میں اپنے دل میں تنگی نہ پائے

. . اسلئے حضرت صاحب کے منشاء کے ماتحت اس کو عام اطلاع کے لئے شائع کیا جاتا ہے ۔ کہ لوگ اس پر کاربند ہونے کی حتی الوسع کوشش کریں ۔ والسلام ۔ ناظر تعلیم و تربیت قادیان ؎

(... شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا)